سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

تحریر:- غلام سرور قریشی جہلم

مراد نبی، عطائے ربانی، خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مراد نبی تھے۔ وہ یوں کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا علی مرتضیٰ اور سید الشہداء امیر حمزہؓ جیسے اکابر صحابہ یعنی سرمایہ اسلام کے کوہ نور اور دریائے نور موجود تھے مگر اسلام ابھی تک دار ارقم میں محصور تھا۔ اور حضور ﷺ بارگاہ قدس میں دست بدعا تھے کہ اسلام کی مدد ابو جہل یا عمر بن خطاب کے ایمان سے فرمائی جائے۔ مگر دعا عمر بن خطاب کے حق میں منظور ہوئی۔ یوں آپ مراد نبی تھے۔ مرید اور غلام کو آقا نے اپنے مولا سے مانگ کر لیا اور مولا نے آپنے پیارے نبی کو عمر عطا کر دیا۔ یوں آپ عطائے ربانی تھے۔ اس دعا پر غور کرنے کا ایک زاویہ اور بھی ہے۔ دعا ابو جہل اور عمر میں سے ایک کے لئےتھی رسول اللہ کے پیش نظر ان دونوں کا ظاہری دبدبہ اور خاندانی طنطنہ تھا مگر اللہ تعالی نے وہ لیاقت عمر میں ودیعت کر رکھی تھی جو غلبہ اسلام کے واسطے کام آسکتی تھی۔ حضور نے اپنی دعا میں "اید" کا فعل برتا ہے۔ اس کی جگہ "انصر" بھی آسکتا تھا۔ مگر "اید" کی معنویت زیادہ وسیع ہے اس میں نصرت بھی ہے اور تائید بھی! تائید نصرت سے ایک الگ مفہوم بھی رکھتی ہے۔ جب کسی امر کی تائید کی جاتی ہے۔ تو عوام تائیدہ کنندہ کو ثقاہت پر بھی نظر رکھتے ہیں۔ گویا عمر کی ثقاہت، اسلام کی دعوت کی صداقت پر ایک ایسی شہادت تھی۔ جو اہل مکہ کو اسلام کے متعلق اپنے نقطہ نظر اور رویے میں تبدیلی لانے کی دعوت فکر بھی تھی۔ چنانچہ بعد میں آنے والے واقعات نے یہ ثابت کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت ملی تو آپؑ نے اپنی اعانت کے لئے اپنے رب سے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مانگ لیا۔ ان کی دعا مستجاب ہوئی اور ہارونؑ کے سر بھی تاج نبوت سجادیا گیا۔ حضورؐ نے عمرؓ کو مانگا، وہ دے تو دیئے گئے مگر معاملے کی نوعیت بدل گئی۔ حضور اکرم ﷺ سلسلہ نبوت کے خاتم تھے۔ اس لئے عمر کے متعلق، اللہ تعالی نے حضورؐ کی زبان وحی ترجمان سے یہ کہلوایا، اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میں خاتم النبین ہوں۔ انکے حق میں یہ مژدہ، ان کے ان مراتب پر دال ہے۔ جو اللہ تعالی نے اپنے ہاں ان کے لئے مقرر فرما رکھے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ عمر میں خصائص نبوت موجود تھے۔ ان میں اوصاف کمالات نبوت موجود تھے۔ ان میں استقامت، طہارت، عصمت، اولوالعزمی اور شجاعت جو انبیاء میں ہوتی ہے موجود تھیں مگر ان پر وحی نہ آسکتی تھی۔ مگر تاریخ اسلام میں محیر العقول واقعات بھی پیش آئے، کہ عمر نے فرش پر بعض اوقات جو چاہا کیا، عرش سے اس کے مطابق وحی اتر آئی، انھوں نے منافق کا سر قلم کیا تو آسمان سے ان کے اس اقدام کا جواز اتر آیا۔ جو قیامت تک کیلئے جزو قرآن ہے۔ انھوں نے امہات المومنین کیلئے پردہ پسند کیا، تو آسمان سے ان سمیت تمام مسلمان مستورات کے لئے پردہ فرض بن کر قرآن میں مذکور ہو گیا۔ انھوں نے چاہا کہ ام الخبائث شراب خانہ خراب، حرام ہو تو وحی میں اسکی حرمت آگئی۔ انھوں نے چاہا کہ مقام ابراہیم پر نوافل ادا کریں۔ حضورؐ اقدس سے اجازت چاہی تو آپؐ نے آسمانی حکم کے بغیر ایسا کرنے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی، یہاں تک کہ مقام ابراہیم پر نوافل ادا کرنے کا حکم قرآن بن کر آگیا۔ ان سب امور سے یہ متبادر ہوتا ہے۔ کہ وہ خصائص نبوت کے حامل تھے۔ یوں یہ ثابت ہے کہ صاحب، وعرش عظیم، اپنے فرش خاکی پر آباد، اپنے غلام کی اثابت رائے پر وحی بھیج دیتا تھا۔ وہ اپنے رب تعالے کے اسرار ربوبیت کے شناسا تھے۔ اور گفتہ او پر گفتہ اللہ کی مہر لگ جاتی تھی۔

حضور اقدسؐ کے صحابہؓ کے بارے میں قرآن میں مذکور ہے۔ "ان کی نشانیاں تورات اور انجیل مین بیان کی گئی ہیں۔ تاریخ

بقیہ صفحہ نمبر ۴۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔